مرزا محمود خلیفہ قادیان کی فراری

کی داستان

خواجہ عبدالحمید
آف قادیان
حال لودھراں

پچھلے شمارہ میں مرزا بشیر احمد ایم اے کا خط شائع کیا گیا ہے جس میں مرزا بشیر احمد ایم اے نے روایتی منطق سے کام لیا تھا کہ پانچ چھ بچوں اور عورتوں کے نام بھجوا دیں ان کو پاکستان بھجوا دیا جائے گا۔ قارئین کرام غور فرمائیں کہ سرکاری کنوائے ملٹری ٹرک ۲۳ عدد ہر تیسرے دن آتے تھے۔ ایک ٹرک میں کم از کم ۵۰-۶۰ افراد سوار ہوتے تھے جن کے ساتھ مختصر سا سامان بھی جاتا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چکر میں کم از کم ۱۲۰۰-۱۴۰۰ افراد جاتے تھے اور مرزائیوں کی آبادی زیادہ سے زیادہ بھی قادیان کی گنی جائے تو اس وقت ۱۰۰۰۰-۱۲۰۰۰ سے زائد نہ تھی اور کنوائے ۱۰-۱۲ چکروں میں تمام قادیان کے مرزائی لے جا سکتے تھے۔ کسی دوسرے کو وہ سوار نہیں ہونے دیتے تھے اور علاقہ کے مسلمان ہوشیار پور۔ جالندھر اور امرتسر کے تقریباً ایک لاکھ کا کیمپ تھا اور ایک دفعہ بھی کیمپ سے مسلمانوں کو جانے کا موقع نہ دیا گیا۔ تمام بڑے بڑے مرزائی بمع اپنے خلیفہ کے قادیان سے پاکستان پہنچ چکے تھے اور اب وہ ٹرکوں پر سامان و ریکارڈ لے جا رہے تھے۔

ان تمام باتوں کے باوجود مرزا بشیر احمد ایم اے کے ۵، ۶ عورتوں اور بچوں کے نام مانگے وہ بھی بصورت گنجائش۔

مسلمانوں کے کیمپ میں جو مصائب کے پہاڑ نازل ہو رہے تھے، وہ بگڑ باتیں تھے۔ حالانکہ مرزائی نمائندگان "حفاظت قادیان" کے نام پر ہم سے ہر طرح کی خدمات

لے رہے تھے مگر خود باوجود اپنا مقدس مقام سمجھتے ہوئے بھی قادیان سے فرار ہوتے جا رہے تھے۔ خلیفہ قادیان اور اس کا تقریباً تمام خاندان پہلے جا چکا تھا۔

مجھے مرزا بشیر احمد ایم اے نے دوران گفتگو یہ بات بڑی شدت سے کہی تھی کہ سر ظفر اللہ خاں کا مسٹر چرچل ذاتی دوست ہے اور ہماری جماعت کی خدمات انگریزوں کی نظر میں ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ ہر ملک میں ہماری جماعت نے دیگر مسلمانوں سے دشمنی مول لے کر بھی برطانوی حکومت کی ظاہری و باطنی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اب وہ ہمارے آڑے وقت میں کام آئیں گے اور ہم کو قادیان سے نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہ شور و شر چند دنوں کی بات ہے۔ پھر ہم قادیان میں آباد ہوں گے۔ ہم نے ہر احمدی سے حلف لیا ہے جو ہماری زندگی کا عہد اور مقصد ہے۔ وہ حلف نامہ بھی ملاحظہ ہو۔

حلف نامہ

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو احمدیوں کا مرکز بنایا ہے۔ میں اس حکم کو پورا کرنے کے لیے ہر قسم کی کوشش اور جد و جہد کرتا رہوں گا اور اس مقصد کو کبھی بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔ میں اپنے نفس کو اور اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا تعالیٰ کی مشیت یہی ہو تو اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لیے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول کے لیے ہر چھوٹی اور بڑی قربانی کے لیے تیار رہیں۔ اے خدا! مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔"

غور کا مقام

ایک طرف حلف کو نگاہ میں رکھیے اور دوسری طرف قادیان سے ٹرکوں اور ملٹری کنوائے پر سوار ہو ہو کر بھاگنے اور فرار ہونے کی کوششیں۔ جہاد کے منکروں کا یہی کام ہے۔ اور جہاد کو حرام قرار دینے کے بعد اب اسی جہاد پر توجہ کیا جا رہا ہے۔

بہر حال اس افراتفری اور خوف و دہشت کے عالم میں حشر بپا تھا۔ مجھے اپنی موت کا اتنا خیال نہیں تھا جتنا مجھے قافلہ میں جانے والوں کی موت کا منظر نظر آتا تھا مگر میرے بس میں کچھ نہ تھا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چند آنسو بہانے کے۔

حکیم محمد حسین کوٹ کھیرہ اور اس کے بچوں کی گریہ زاری میرے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ میں بھی مرزا بشیر احمد ایم اے کے خط کو لے کر جان کو خطرہ میں ڈال کر بڑے بازار سے گزرتا ہوا (اس بازار میں ہندو اور سکھوں کی دوکانیں تھیں اور ان کا غلبہ تھا) مسجد اقصٰی کے کوچہ سے گزر کر مرزا بشیر احمد کے پاس پہنچا اور ان سے کلیجہ پر پتھر رکھ کر استدعا کی کہ میرے عزیز دوست حکیم محمد حسین آف کوٹ کھیرہ ضلع امرتسر یہاں کیمپ کی صورت میں وقت گزر رہے ہیں۔ آپ مجھے نہ بھجوائیں، نہ میرے خاندان کو۔ آپ حکیم محمد حسین کے کنبہ اور خاندان کو کنوائے پر جگہ دے دیں، جو پاکستان چلے جاویں۔ میری یہاں موت بھی آجاوے تو مجھے پرواہ نہیں ہے۔
انہوں نے کافی بحث و تکرار کے بعد ایک ٹرک میں جانے کے لیے ۲۵ افراد بمعہ بچے عورتیں اور مرد کا پرمٹ دے دیا۔ حالانکہ وہ سالم ٹرک بھی دے سکتے تھے مگر میرے لیے یہی نعمت غیر مترقبہ تھی کہ حکیم صاحب پاکستان پہنچ جاویں۔ میں نے پرمٹ ان کو دے دیا اور میں گیا اور وہ اپنے بال بچوں کو لے کر بائی سکول کی گراؤنڈ میں پہنچ گئے۔ جہاں مرزا ناصر احمد صاحب حال خلیفہ ثالث انچارج تھے۔ وہ مرزائی رضاکاروں سے ملے۔ پرمٹ دکھایا۔ انہوں نے اندر جانے کی اجازت دی اور وہ ایک ٹرک میں بیٹھ گئے۔ میں واپس اپنے مقام پر آیا تو تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب میرے پاس آئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ مجھے ٹرک سے جبراً اتار دیا گیا ہے۔ میں دوبارہ ان کو لے کر بائی سکول کی گراؤنڈ میں پہنچا۔ ان کے بچے وہاں ٹاہلیوں کے درخت یعنی شیشم کے درختوں کے نیچے بیٹھے تھے۔ میں پرمٹ Permit لے کر اندر گیا تو دیکھا کہ تمام کارکنوں نے گرگٹ کی طرح آنکھیں بدل لیں۔ مرزا محمود خلیفہ قادیان کا ایک لڑکا، جس کا نام اب بھول چکا ہوں۔ اس نے ڈاکٹری پاس کی تھی،

وہیں تھا اور مولوی ظہور الحسن بھی وہیں کھڑا تھا۔ ان سے میں نے بات کی تو اس لڑکے نے جواب دیا کہ میری پیش نہیں جاتی، کوشش کروں گا۔ بہرحال آپ جلد از جلد ان بال بچوں کو لے آویں۔ میں سوار کرادوں گا۔ میں نے حکیم صاحب کو جلد از جلد بال بچے لانے کو کہا، وہ بال بچے لے آئے اور ایک ٹرک میں سوار کرانے لگے تو مولوی ظہور الحسن نے حکیم صاحب اور مجھے زور سے دھکا دیا اور سوار نہ ہونے دیا بلکہ خود سوار ہو گیا۔ میں نے حکیم صاحب کو جس طرح ہو سکا سوار کرایا اور ساتھ ہی کہا کہ آپ موت کے منہ میں مر جائیں لیکن اترنا نہیں اور خواہ تمہارے بچے مار دیے جائیں آپ نہ اترنا۔ ساتھ ہی میں نے اس ڈاکٹر (میاں صاحب) کو کہا کہ کیا اب اسی طریق سے انتظام چلے گا اور ہمارا یہی حشر ہوگا؟ اس نے کہا کہ خواجہ صاحب! میری یہاں کوئی پیش نہیں جاتی۔ اب میں کیا کروں۔ میں حکیم صاحب کو سوار کروا کر واپس آگیا اور میں سردار تیجا سنگھ سکرٹری خالصہ دیوان ریاڑکی قادیان کو ساتھ لے کر تھانے پہنچا۔ گیانی ہزارہ سنگھ سب انسپکٹر سے کہا کہ ہزاروں لوگ کیمپ میں بھوکے مر رہے ہیں آپ قافلہ کو بھجوانے کا بندوبست کریں۔ اس نے کہا کہ میں کپتان میگھ سنگھ (جو جاٹ پلٹن کا کیپٹن تھا) سے گزارش کروں گا، وہی ملٹری کے انچارج ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز میں اور ڈاکٹر گور بخش سنگھ بھنیلا پرتاپ سنگھ اور سردار تیجا سنگھ اور چوہدری محمد طفیل کوٹاں والے جو چوہدری فقیر محمد کے پسر کلاں تھے جو اب مسجد روڈ کوئٹہ میں مقیم ہیں، ساتھ لے کر ملٹری کیپٹن کے پاس گئے۔ کیپٹن سے بات کی اس نے جواب دیا کہ کنوائے پاکستان کا ہے میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ البتہ تین روز کے اندر اندر قافلہ کو پاکستان پیدل بھجوا دوں گا۔ میری ملٹری کے افراد ان کے ہمراہ ہوں گے اور باحفاظت جائیں گے۔ قادیان سے لاہور تقریباً ۸۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اگر قافلہ ۱۰ میل روزانہ چلے تو آٹھ دن لگتے تھے۔ پھر راشن ختم تھا۔ قافلہ میں بچے بوڑھے بیمار بھی تھے۔ قافلہ امرتسر کے راستہ نہیں جا سکتا تھا۔ چنانچہ ڈیرہ بابا نانک کے قریب دریائے

راوی کی دوسری جانب شکر گڑھ کی تحصیل تھی جو پاکستان کے حصہ میں آچکی تھی۔ اس راستہ تقریباً ۴ میل کا فاصلہ بنتا تھا۔ اس راستے قافلہ چلا جائے گا۔ بات طے ہونے کے بعد تیسرے دن قافلہ چلا دیا گیا۔ راستہ میں نہر نکلنے پر قافلہ پر گولیوں کی بارش کی گئی اور وہ نہر مسلمانوں کے خون سے سرخ ہو گئی۔ ہزاروں مسلمان نہتے بے گناہ شہید کر دیے گئے اور راستہ میں ان کا سب سامان لوٹ لیا گیا۔ قدم قدم پر نہر کا راستہ بے گور و کفن لاشوں سے اٹا ہوا تھا۔ قافلہ خونخوار وحشی درندوں کے قبضہ میں تھا۔ جو رائفلوں کی سنگینوں سے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے۔ خدا خدا کرکے بچا کھچا قافلہ شکر گڑھ کے راستہ سیالکوٹ پہنچا۔ اندریں حالات میرے لیے

ع نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

کی مثال تھی۔

ہندوؤں سکھوں کے حملے علاقہ میں عام شروع ہو گئے تھے۔ اب قادیان پر بھی حملے شروع ہوئے جس پر خود مرزائیوں پر بھی حملے ہوئے۔ ملاحظہ ہو۔

قادیان پر حملہ

"پہلے سکھوں نے اردگرد کے دیہات پر حملہ کرکے مسلمانوں کو مار بھگایا (اور مرزائی تماشہ دیکھتے رہے) اور ان کے مال و متاع کو لوٹ کر جلا دیا پھر قادیان کا رخ کیا۔ حکومت کی مدد سے رسل و رسائل کے تمام اسباب منقطع کر دیے۔ یہاں تک کہ قادیان کے وہ ہوائی جہاز جو اردگرد کی خبر لاتے تھے .... ان کی پرواز بھی منسوخ کر دی گئی۔ سکھوں نے مختلف محلوں میں لوٹ مار شروع کر دی .... خان بہادر نواب محمد الدین سابق ڈپٹی کمشنر (جنہوں نے ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کا مقابلہ کیا اور خضر حیات کا ٹکٹ لیا تھا اور میاں محمد ممتاز دولتانہ صدر پنجاب مسلم لیگ سے شکست کھائی تھی) کا گھر لوٹ لیا اور ہزاروں روپوں کے زیورات نکال لیے ....

حالات روبہ اصلاح ہونے کی بجائے دن بدن لحظہ بہ لحظہ خراب ہو رہے ہیں جو بہت تشویشناک امر ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔"

لاہوری مرزائیوں کا اخبار پیغام صلح

یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء

قادیان میں قتل و غارت

"افسوس ہے کہ قادیان کے حالات دن بدن زیادہ ابتر ہوتے جا رہے ہیں .... جناب میاں محمود خلیفہ قادیان کا مکان بیت الحمد اور چوہدری سر ظفر اللہ خاں کی کوٹھی لوٹ لی گئی۔ محلہ دار الرحمت اور دار الانوار میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا۔ جس میں کہا جاتا ہے ڈیڑھ دو سو آدمی شہید ہوئے۔ مسجد میں گرد و نواح کے ہندو مکانات سے بم پھینکے گئے۔ جس سے دو آدمی شہید ہوئے۔"

لاہوری مرزائیوں کا اخبار پیغام صلح

۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء

کانگرس کے سامنے کاسہ گدائی

"ہم نے انڈین یونین کو اپنی پرانی روایات یاد دلاتے ہوئے کہ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے اور عہد کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے پورے پورے وفادار رہیں گے۔ ہمارے یقین دلانے اور عہد کرنے کے باوجود ملٹری اور پولیس نے قادیان کے نواحی محلوں پر حملے شروع کیے .... حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے کہ عاشقان احمد ہجرت پر مجبور ہو گئے اور اس قدر انہیں صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد سلسلہ کے بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے بعض صحابہ اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اے کاش! انڈین یونین (کانگرس حکومت) میری اس بات

کو سمجھے کہ احمدیوں نے قادیان کی خاطر ساری دنیا کو چھوڑا ہے اور اب وہ ان کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و علی عبدك المسیح الموعود و بارك و سلم انك حمید مجید"

مرزائیوں کا اخبار الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ صحابہ کا مقدس لفظ کس دیدہ دلیری سے مسلمانوں کے سینوں پر نمک پاشی کر کے استعمال کیا جا رہا ہے اور مقدس درود شریف میں کس طرح تحریف و ترمیم کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جا رہا ہے اور حضور نبی کریم پر درود پاک کے ساتھ مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد کا نام (جو جھوٹا نبی اور جھوٹا مسیح ہے) منسلک کیا جا رہا ہے۔

کاش! پاکستان کے صاحب اقتدار بھی اس طرف توجہ دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تحفظ کریں۔

ے یہ تو تمہید کرم ہے دل خوں گشتہ ابھی
دیکھ کیا کیا نگہ یار کے احساں ہوں گے

کذاب مسیح

جس مسیح موعود پر یہ درود بھیجا جا رہا ہے وہ تو مرزا محمود کی قادیان سے فراری کے بعد خود بخود جھوٹا و کذاب ثابت ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

۱۔ "مسیح آگیا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جائے گا نہ کرشن، نہ عیسٰے علیہ السلام" (شہادت القرآن ص۱۵)

۲۔ "مسیح موعود کا اولیں فرض استیصال فتن دجالیہ ہوگا" (ایام الصلح ص۱۶۹)

۳۔ "اگر عیسٰے علیہ السلام نے اسلام کی حمایت میں وہ کام جو مسیح موعود کو کرنا چاہیئے تھا، نہ کر دکھایا اور میں یونہی مر گیا تو سب گواہ رہیں "میں جھوٹا ہوں"۔"

اخبار البدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء

یہ حوالہ جات مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہیں کہ رام چندر، کرشن

کے پوجنے والوں نے قادیان میں کیا گیا۔ ان کے بت مسجد اقصٰی قادیان کے ملحقہ مندروں میں اسی طرح پوجے جا رہے ہیں۔ غلامی بدل کر ان کو حکومت مل رہی ہے اور یہ بھگوڑے مرزائی ان کے سامنے کس طرح خوشامد کر رہے ہیں اور بت پرستوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلا کر قادیان پر حملوں کو بچانے کی خاطر ناک رگڑ رہے ہیں اور وہ ان کو ناک چنے چبوا رہے ہیں اور ان کے مصنوعی صحابہ صدموں سے اخلاقی و روحانی موت و جسمانی خودکشی کی موت مر رہے ہیں، یہ قادیان کی مسجدیں چھوڑ کر بت پرستوں کے حوالے کر رہے ہیں اور پھر ان کی منت سماجت کر رہے ہیں کہ ہم تمہارے غلام ہیں، داس ہیں، نوکر چاکر ہیں۔ سچائی و کذب میں یہ نمایاں فرق ہے۔ جو مرزائیوں کے جھوٹا و کذاب ہونے کی واضح دلیل ہے۔

اب بھی اگر مرزائی نہ سمجھیں تو ان کو خدا سمجھالے گا۔　　　(باقی آئندہ)

فتاویٰ ستاریہ کامل
نقشہ قیمت میں

علوم اسلامیہ کا بحر بیکراں　دینی مسائل کا ذخیرہ

جس میں عقائد، وضو، غسل، تیمم، اذان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وراثت، جمعہ، جنازہ نکاح، جماعت، طلاق، لین دین، آپس کے معاملات، حیض و نفاس، تجارت، قرض، سود، منافع، میاں بیوی کے حقوق، ماں باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق وغیرہ وغیرہ جیسے دینی مسائل اور ان کے عام فہم شرعی مدلل جوابات بیان کیے گئے ہیں۔ بڑی بڑی دینی کتابوں کا عطر مجموعہ اس فتاویٰ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اشاعت عام کی غرض سے ان فتاووں کا ہدیہ چار حصوں میں کامل سولہ روپے کے بجائے صرف آٹھ روپے کر دیا گیا ہے۔ عمدہ کتابت و طباعت، بہترین سفید کاغذ، محصولڈاک رجسٹری خرچ ڈھائی روپے۔ جملہ ساڑھے دس روپے بھیج کر گھر بیٹھے یہ کامل سیٹ حاصل کیجیے۔ تعداد محدود ہے۔

مکتبہ ابوہیہ ناشران کتب اسلامیہ حدیث محل اے ایم ۱۷ کراچی